ن م راشد ایک ہمہ جہت شخصیت

ڈاکٹر اسد فیض،
ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو، اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائیز، سیکٹر F-10/3، اسلام آباد۔ پاکستان

ن م راشد(۱۹۱۰۔۱۹۷۵) کا شمار آزاد نظم کے بنیاد گزاروں میں ہوتا ہے۔اپنی شاعری میں انہوں نے استعماری طاقتوں کی بالا دستی اور مشرق کے استحصال کو موضوع بنایا ہے علامہ اقبال کے بعد مشرقی فکرو دانش کی پیش رفت ان کے ہاں واضح دکھائی دیتی ہے اس کے علاوہ اردو شاعری کے اہم دور میں قد آور شعرا کے مقابل بھی انہوں نے اپنی شاعری کو منوایا ۔راشد کا پہلا شعری مجموعہ''ماورا ''۱۹۴۱ میں شائع ہوا جو ایک نئے احساس اور ہیت واسلوب کے منفرد تجربے کا حامل ہے بعدازاں ان کے درج ذیل شعری مجموعے شائع ہوئے (۲)ایران میں اجنبی اور دوسری نظمیں،۱۹۵۵،(۳)لا=انسان،۱۹۶۹،(۴) گماں کا ممکن۱۹۷۶، کلیات راشد پہلی بار ۱۹۸۸اوردوبارہ ۱۹۹۱ میں شائع ہو چکا ہے۔راقم نے اردو کے قدیم ادبی جرائد سے آزاد نظم کے اس عہد ساز شاعر کے غیر مدون کلام کو تلاش کیا ہے۔(۱)۔ذیل میں اِن کا اصل متن قارئین کی نذر ہے۔یہ راشد کے ابتدائی دور کا کلام ہے اور بیس سے چوبیس سال کی عمر تک لکھا گیا ہے۔اُس زمانے میں راشد راشد وحیدی کے قلمی نام سے لکھتے تھے اور یہ کلام زیادہ تر اختر شیرانی کے پرچے ماہ نامہ خیالستان لاہور میں طبع ہوا ہے۔اختر شیرانی جو اس زمانے میں لاہور کے ادب اور نو جوانوں کے ذہنوں پر چھائے ہوئے تھے ان کا لہجہ اور لفظیات تک ان نظموں میں جھلکتی صاف دیکھی جاسکتی ہیں اور نظر آتا ہے کہ ابتدا میں راشد نے اختر شیرانی سے اثرات قبول کئے ہیں لیکن بعدازاں راشد نے اپنی الگ راہ بنائی اس وجہ سے سابقہ نظمیں ان کے معیار پر پوری نہ اتریں کہ وہ انھیں اپنے مجموعوں میں شامل کرتے لیکن یہ نظمیں اور ان کی لفظیات،فکروخیال تیس کی دھائی میں شاعر کے فنی اور فکری ارتقا کی نشاندہی ضرور کرتی ہیں۔ان نظموں کی تفہیم اور شرح کا یہاں محل نہیں البتہ راشد شناسی کے حوالے سے ان کی اپنی اہمیت ضرور ہے۔

شبستان حیات کے چار مناظر

از۔راشد وحیدی بی اے

پہلا منظر حسن وشباب کی رات

شب مہتاب میں اک نازنیں خاموش سوتی ہے کنارِ نکہت وانوار میں گل پوش سوتی ہے
فضا میں شعر و موسیقی کا اک ہنگامہ برپا ہے شراب نور کی مستی میں وہ مدہوش سوتی ہے
ہوا میں چاندنی کے رقص سے نشوں کی بارش ہے وہ مست خواب ہے، میخانہ در آغوش سوتی ہے
ابھی ناآشنائے عشق ہے دوشیزگی اس کی ابھی اپنے حسیں خوابوں سے ہم آغوش سوتی ہے
ابھی بیگانہ اظہار ہیں جذبات طوفانی ابھی دل میں لئے اک محشر پرجوش سوتی ہے
حیا سے بن گیا ہے ساعد سیمیں نقاب اس کا ستارے جھانکتے ہیں اور وہ روپوش سوتی ہے

شبستاں جوانی، سجدہ گاہِ حور ہے گویا
بہار و شعر کا گہوارہ مسرور ہے گویا

دوسرا منظر عشق و محبت کی رات

شب تاریک میں اک نوجواں بیزارِ عشرت ہے
وہ جس کے سینہ پر جوش میں درد محبت ہے
کنارہ حسرت وافسردگی میں جاگتا ہے وہ
یونہی بیتابیوں میں جاگنے کی اس کو عادت ہے
دماغ اس کا پریشاں ہے خلش افزا خیالوں سے
نگاہیں اس کی آوارہ ہیں دل لبریز وحشت ہے
کسی بیدادگر کی یاد آتش کار ہے اس کو
لبوں پر ایک زخمی راگ، تصویر شکایت ہے
سراپا التہاب اس کے لئے ہے محفل ہستی
کہ اس کے دل میں طوفاں زن محبت کی حرارت ہے
سرودِ عیش سے بیگانہ ہے ساز حیات اس کا
یہ تنہائیوں میں اس کا دل محروم عشرت ہے
نوائیں اور آنسو ہیں شبستان محبت میں
دیار عاشقی آباد ہے دنیائے وحشت میں!

تیسرا منظر ہوس و گناہ کی رات

مہیب و تیرہ خونیں، فضائے بزم امکاں ہے
اس آوارہ شباب انساں کے دل میں حشر عصیاں ہے
خدا جانے وہ کیوں بیزار ہے اپنی جوانی سے
کہ حسن وعشق کے بازار کی جانب خراماں ہے
ہوائے شہر ہیبتناک ویرانی کا گہوارہ
جواں اس معصیت آباد میں غول بیاباں ہے
ہے اک ناظورہ عشوہ طراز اس کی نگاہوں میں
وہ جس کے روئے غازہ پوش پر ستانہ لرزاں ہے
نہیں ہے اس کے دل میں نور یزداں کی کرن باقی
کہ اب وہ اہرمن کی عشرت افزائی کا ساماں ہے
وہ جا پہنچا ہے اپنی معصیت کاری کی منزل پر
اک آوارہ نظر کے ساتھ اب دست و گریباں ہے
یہ حسن وعشق کی توہین دیکھی جائیگی کس سے
محبت اتنی ارزاں ہے محبت کتنی ارزاں ہے
شبستان گنہ تاریکی وظلمت کی بستی ہے
جہاں پاکیزگی ذوق کو الفت ترستی ہے

چوتھا منظر زہد وعبادت کی رات

لب رودِ خراماں ایک مرد پیر سوتا ہے
جھٹک کر نیند کو وہ دفعتا بیدار ہوتا ہے
وضو محض اک بہانہ ہے وگرنہ سرد پانی میں
جہان پست کی آلائشوں کو وہ ڈبوتا ہے

درختوں کی گھنیری تیرگی میں پھر لب ساحل
دل حساس کو ذوق عبودیت میں کھوتا ہے
گداز روح سے پھر جذبہ پر اضطراب اس کا
بہاریں آنسووں کے گوہر رنگیں پروتا ہے
وہ اپنے گریہ شاداب سے، اس ارض ویراں میں
نشاط سرمدی کے خلد پرور بیج بوتا ہے
اتر آتے ہیں اتنے میں جہان قدس کے جلوے
فضائے دہر کو اک آبشارِ نور دھوتا ہے

گداز روح کی دنیا، شبستانِ عبادت ہے
وہ جس کا زرہ زرہ حاملِ سوزِ محبت ہے

(۲)

کاوشیں

محبت کے لئے بے تاب ہے ہر آرزو میری
مری رگ رگ تڑپتی ہے محبت کی تمنا میں
مری روح حزیں دن رات آوارہ سی رہتی ہے
جوانی کے حسیں خودساختہ خوابوں کی دنیا میں
وفور اضطراب و یاس سے میں چیخ اٹھتا ہوں
مرے سینے سے ہوتی ہے اک آواز حزیں پیدا
مگر صد حیف اس دن رات کی غمگیں نوائی کی
فضائے دہر میں اک گونج تک ہوتی نہیں پیدا
مرا دل اک دل درد آشنا کی جستجو میں ہے
وہ دل جو میرے دل کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے
اگر ان کاوشوں کا ماحصل کچھ بھی نہیں یا رب
تو پھر میرے لئے میدان ہستی تنگ ہو جائے (۳)

بے کسی

(نظم)

شعاع آخری دن کی، افق میں جا اترتی ہے
سیہ پردے رخ خورشید کو مستور کرتے ہیں
فضاؤں پر ابھی شام شفق زا کی حکومت ہے
مری گاڑی اک ارض گلفشاں میں سے گزرتی ہے
نجوم و ماہ جس سے اکتساب نور کرتے ہیں

جو فردوس طرب ہے۔ جنت کیف و لطافت ہے

یہیں اک پاس کے گاؤں میں میری ہیر رہتی ہے حیا و عفت و تقدیس کی تصویر رہتی ہے

مرا جی چاہتا ہے، بس یہیں گاڑی ٹھہر جائے

لپک کر اک ذرا سی دیر اپنی حور سے مل لوں

(اگر یہ ہو تو میں تاریکیوں کو چیر کر جاؤں)

اگر اس کے حریم ناز تک پیکِ نظر جائے

تو میرے شوق کو یہ بھی بہت ہے دور سے مل لوں

مگر کیسے ملوں؟ اور بے ملے کیسے گزر جاؤں؟

بدل سکتیں نہیں حالات کو بے تابیاں میری اُلٹ سکتی نہیں تقدیر کو آہ و فغاں میری

(۴)

کنارے دریا پر ایک شام

مری روح حزیں ڈوبی ہے احساسات حسرت میں

لب رود خراماں شام کی گہری برودت میں

شفق کی احمریں تاریکیاں چھائی ہیں دریا پر

مرا دل کھو گیا ہے اک جنوں انگیز حالت میں

فضاؤں میں یہ سردی، آہ یہ بیداد گر سردی

ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں کی حزیں و سوگوار آہیں

یہ گرد و پیش منڈلاتی ہوئی بے کیف تاریکی

نگہ پر تنگ ہوتی جا رہی ہیں دید کی راہیں

جمود مرگ سے بڑھ کر میں اس سردی سے ڈرتا ہوں

یہ سردی میرے جسم و روح میں آ کر نہ بس جائے

میں ان بڑھتے ہوئے سایوں کی تاریکی سے ڈرتا ہوں

کوئی ان میں سے مجھ کو اژدھا بن کر ڈس نہ جائے

کسی نے آگ روشن کی ہے آ کر اس کنارے پر

غم و شادی سے بے پروا کوئی آزاد سادھو ہے

مدارِ زندگی جس کا ہے فطرت کے نظارے پر
سکونِ قلب کی سرمستیوں سے شاد و ساد ہو ہے

فضا کو چیر کر آتے ہیں اک ملاح کے نغمے
یہ پنجابی کے میٹھے گیت کی بڑھتی تانیں!
کسی رومان کی آغوش میں سلجھے ہوئے نغمے!
کسی رانجھے کی پراسرار، گہری مدبھری تانیں

مرا دل چھا گیا ہے غم کے ذہریلے خیالوں سے،
ملی ہے خوف کے تاثیرِ پیہم سے نجات اس کو
ہوا ہے اب رہا افکار کے سنگین جالوں سے
ڈرا سکتی نہیں ہرگز یہ ہیبت ناک رات اس کو
یہ شعلے آگ کے جب تک مری جانب لپکتے ہیں
یہ تانیں جب تلک ساکت ہوا میں تھرا تھراتی ہیں
فضا کی وسعتوں میں جب تلک تارے جھلکتے ہیں
کنارِ رود میں موجیں سرودِ عیش گاتی ہیں
مسرت اک جنوں بن کر مرے دل امیں سمائی ہے
غم و افکار کے جذبات سے مجھ کو رھائی ہے۔ (۵)

خیالی داستانیں (نظم)

میں کھو جاتا ہوں الفت کی خیالی داستانوں میں — مزا ملتا ہے مجھ کو غم کے تخیلی فسانوں میں
سمجھ لیتا ہوں میں خود کو ہر اک رومان کا ہیرو — میں بہ جاتا ہوں ہجر و وصل کے فرضی بیانوں میں
میں اپنے آپ کو فرہاد و مجنوں فرض کرتا ہوں
دماغ و روح کو خود ساختہ خوابوں سے بھرتا ہوں
انہی خوابوں سے فکروں کے محل تعمیر کرتا ہوں — پھر ان قصروں میں چھپ کر نالہ شبگیر کرتا ہوں
مرے افکار تک محدود ہیں عیاشیاں میری — کہ اپنے ذہن ہی میں عشق کی تدبیر کرتا ہوں
مگر یہ عشرتیں ناآشنا ہیں کیفِ الفت سے
مرے یہ قصر بیگانہ ہیں قندیلِ صداقت سے

ہے خالی میرا دل ابتک محبت کی حرارت سے ابھی بیگانہ ہوں عشق کے غم سے مسرت سے

گل بے رنگ و بو گویا ہے میرے دل کا ہر نغمہ مرا ہر شعر رنگیں دُور ہے لطف حقیقت سے

جنوں سا ہے مجھے اک حسن نادیدہ پہ مرتا ہوں

یونہی دل کو رہین سوزش جاوید کرتا ہوں

یہ جھوٹے شعر ہیں اور جھوٹ ہے ہر چند باز ان کا مگر جی چاہتا ہے کوئی بن جائے جواز ان کا

غلط اٹھتی ہیں میرے نغمہ بے ذوق کی تانیں مجھے لا دے خدارا کوئی ہم آہنگ ساز ان کا

کوئی تمثیل کر دے میری تخیلی کہانی کو

کوئی کر دے حقیقت آشنا خواب جوانی کو (۶)

غزل

ہے زندہ کائنات، محبت کے دم کے ساتھ ہے لذت حیات اسی ایک غم کے ساتھ

اس زندگی کے ساتھ مھبت ملی تری سو راحتیں نصیب ہوئیں ایک غم کے ساتھ

وابستہ اک جہانِ طرب ہے مرے لئے ہر آہ بیقرار و فغانِ الم کے ساتھ

دل ہی میں رہ گئی ہیں ہزاروں شکائتیں اے دوست! تیری ایک نگاہِ کرم کے ساتھ

راتوں کو آسماں سے اترتا ہے دل میں کون؟ اک کاروانِ اشک لئے ہر قدم کے ساتھ

ڈر ہے کہ میری روح کا ایوان بہ نہ جائے اس بے پناہ گریہ شب ہائے غم کے ساتھ

اُن کا عتاب اور بھی، اے ظلم بڑھ گیا لب ہائے مے فشاں کی ادائے کرم کے ساتھ

راشد! ہے اُن سے روح میں ایک نزہت جمیل

گذرے ہیں دن جو ایک جوانِ عجم کے ساتھ (۷)

انکشاف

(سانیٹ)

شب تاریک کی خاموشیوں میں کون آتا ہے؟

مرے ''خواب محبت'' کی جواں تعبیر ہے شائد!

بہار و شعر کی اک گلفشاں تصویر ہے شائد!

یہ کیوں دل کو مرے ذوق پرستش گدگداتا ہے؟

مجھے یہ کون گہرے خواب سے آ کر جگاتا ہے؟

سراپا ایک موج نکہت و تنویر ہے شائد!

وہی ہے، یعنی میری حور میری ہیر ہے شائد!

یہ کس کا جلوہ جاں بخش ہے جو مسکراتا ہے؟

فروغ حسن کی مے سے نگہ مدہوش ہے میری

نشاطِ بیکراں سے روح ہم آغوش ہے میری
جہانِ قدس کے جلوے اتر آئے ہیں دنیا میں
محبت کے افق پر ہو رہی ہے روشنی پیدا
مرے جذبات میں ہونے کو ہے بالیدگی پیدا
جوانی آ رہی ہے میری افسردہ تمنا میں (۸)

جب مجھے موت آئے!
جب مجھے موت آئے
اور یہ شرارِ حیات جو میرے سینے میں چھپا ہے،
جو ابدیتوں سے بے پرواہ ہو کر دہکتا ہے،
دوڑ کر نکل جائے، زندگی کے عظیم الشان مرکز سے مل جانے کے لئے
تو خدارا مجھے دفن مت کرو۔
خاک سیاہ کے نیچے، جہاں شعلوں کا گزر نہیں،
نور کا، حرارت کا، ہر اس شے کا جس سے زندگی دلکش تھی،
لیکن میری پژمردہ ہڈیوں کو یہاں سے دور لے جاو، دور!
شہر کے شور و شغب سے دور،
میرے جسم کے لئے ایک بادو باراں زدہ سِل ڈھونڈ لو،
اور اس کے اوپر مجھے لٹا دو،
جس کے بہت نیچے پتھریلی چٹانیں جھکی ہوئی ہیں،
تیرہ و تار وادی کی طرف!
سفید رنگ کف آلود ندیاں
سیاہ، آویزاں پتھروں کے بالمقابل گرتی ہیں،
جہاں سورج کی مہر آگیں تابشیں کبھی نہیں چمکیں،
جہاں ایک بلند، تنہا، مستحکم چوٹی، جھولا جھلاتی ہے
پاس سے گذرتے ہوئے دیوتاوں کو
اور جہاں انسانوں کے اطوار نہیں جانے جاتے
تا کہ میں اس موت میں بھی، جو ہر چیز کے ساتھ لگی ہے،
تیزی سے پگھلتی ہوئی برف کی خاموش تند آواز سن سکوں،
اور بارش کی جھما جھم!

بارہ سنگوں کی وحشیانہ ڈکار
اور تیز اڑتی ہوئی ہوا کی درست نشتریں ہم آغوش مل جائے،
اور اس حالت میں بھی تھرتھراتی ہوئی صبح،
میری آنکھوں کے خالی، بے نور خانوں کو چھوئے،
میں ڈوبتے سورج کو دیکھوں،
پھر دفعتاً رات کی مخملی لطافت مجھے آلے،
اور میں چمکتے ہوئے ستاروں کا نظارہ کروں:
(ن م راشد) (۹)

حواشی و حوالے:

۱۔ یہ تمام نظمیں اُن کے کلیات میں شامل اشاعت نہیں۔ اس سلسلے کے دو مضامین ''راشد کی چند غیر مدون تخلیقات'' مشمولہ ن م راشد: شخصیت اور فن مرتبہ ڈاکٹر ضیا الحسن، اکادمی ادبیات اسلام آباد مطبوعہ ۲۰۰۸ اور ن م راشد کا متروک کلام، ڈاکٹر سلیم اختر مطبوعہ بنیاد لاہور شمارہ (۱)، ۲۰۱۰ میں بھی یہ نظمیں شامل نہیں

۲۔ یہ نظم اختر شیرانی کے پرچے ماہ نامہ خیالستان لاہور میں جولائی ۱۹۳۰ جلد ا شمارہ نمبر ۴ میں ص ۵۵ تا ۵۶ شائع ہوئی ہے۔ ابتدا میں اختر شیرانی نے ایک نوٹ بھی لکھا ہے ''عزیزی راشد صاحب کی یہ نظم اردو شاعری میں اپنی طرز و تخیل کے لحاظ سے بڑی حد تک اچھوتی ہے اور ان کی لطافت ذوق کی شاہد، ذاتی طور پر میں اس قسم کی نظموں کو قابل مطالعہ سمجھتا ہوں''

۳۔ یہ نظم راشد وحیدی کے نام سے اگست ۱۹۳۰ کے ماہ نامہ خیالستان (اڈیٹر اختر شیرانی) لاہور، جلد ا شمارہ ۵ میں ص ۱۶ پر شائع ہوئی ہے

۴۔ ماہ نامہ خیالستان لاہور، جلد ۲، شمارہ نمبر ۴، جنوری ۱۹۳۱، ص ۶۶

۵۔ مشمولہ خیالستان، فروری۔ مارچ ۱۹۳۱، جلد ۲ شمارہ ۵۔ ۶، ص ۵۶۔ ۵۸

۶۔ خیالی داستانیں (نظم) مشمولہ خیالستان، شمارہ نمبر ۵ جلد نمبر ۳، مارچ ۱۹۳۲۔ ص ۵۱

۷۔ غزل مشمولہ خیالستان، ۱۹۳۲، جلد نمبر ۳، شمارہ ۶ ص ۴۰

۸۔ یہ نظم راشد وحیدی کے نام سے ماہ نامہ ہمایوں لاہور ص ۴۸، جنوری ۱۹۳۴ کو شائع ہوئی ہے

۹۔ یہ نظم نخلستان ملتان میں شائع ہوئی جہاں سے لے کر ادبی دنیا، ماہ نامہ لاہور نے مئی ۱۹۳۴ کو ص ۶۲ پر شائع کی۔ ہمایوں (ماہ نامہ) اپنی دسمبر ۱۹۳۳ کی اشاعت میں صفحہ ۸۸۵ پر نخلستان کے بارے میں لکھتا ہے ''نخلستان کے نام سے ایک ماہ وار ادبی و اصلاحی رسالہ ہے جو کچھ عرصہ ہوا ملتان سے جاری ہوا تھا۔ ستمبر ۱۹۳۳ سے اس کی نگرانی ہمارے قابل دوست ن م راشد صاحب ایم اے نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔۔۔۔۔ پرچے کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک قابل ادیب کی نگرانی نے یک لخت نخلستان کا معیار کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

یہ نظم پہلی بار نخلستان میں کب چھپی تھی اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ملتان کی لائبریریوں میں نخلستان کے پرچے اب معدوم ہو چکے ہیں۔ ملتان کے قیام کے زمانہ کا نم راشد کا کلام اس پرچے کی زینت بھی بنتا رہا ہے۔

☆☆☆